شیخ الحدیث روح الامین ؒ کی شخصیت اور اُن کی دینی وسماجی خدمات کا تحقیقی جائزہ

Research Evaluation of the Personality of Sheikh Al-Hadith Roohul-Amin and his Religious and Social Services

DOI : 10.5281/zenodo.7275422

امین اللہ*
سید نعیم بادشاہ**

Abstract

Allah Ta'ala has given a very high rank to the scholars. About which he said:

﴿وَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْعِلْمَ دَرَجَٰتٖ﴾

"And those who have been given knowledge, Allah will raise them in ranks".

Therefore, the services of scholars should be brought before the people so that people can follow them and live in the light of Quran and Hadith.

One of them is Rabbani scholar Abul Zia Roohul Amin. Whose teachings, compilations and writings and Sufism and self-purification passed. Now his life and academic services should be described so that the people can learn from his routines and lifestyles and take guidance from him.

Key words: Sufism, scholars, Quran, Hadith, Abul Zia Roohul Amin

مولانا روح الامین ؒ کا تعارف

آپ ؒ کی کُنیت ابو الضیاء، نام روح الامین بن مولانا فضل حق بن مولانا سید محمود بن مولانا سید شاہ مصر تھا۔ آپ ؒ خاندانی لحاظ سے افغانستان[1] کے سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے دادا مولانا سید محمود صاحب تقسیم ہند سے پہلے اوائل میں حکومت ظاہر شاہ[2] (والی افغانستان) افغانستان سے پاکستان آکر علاقہ دوآبہ کے موضع ترخہ شبقدر ضلع چارسدہ[3] مضافات پشاور[4] میں سکونت اختیار کی۔

*ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، پشاور
**چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، پشاور

آپؒ 1930ء میں اسی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ 1934ء میں میاں فضل احد باچا قاضی خیل چارسدہ کے پرزور مطالبہ پر آپ کے والد بزرگوار مولانا فضل حق قاضی خیل قدیم کے جامع مسجد میں خطیب و امام مقرر ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔

شیخ روح الامینؒ کی شادی مولانا عبدالعظیم جو کہ اس علاقہ کے تھے ان کی بیٹی سے ہوئی۔ مولانا عبدالعظیم خود ایک بڑے عالم تھے۔ ان کے بیٹے مولانا عبدالعزیز بھی بلند پایہ کے عالم تھے۔ پشاور صدر میں موتی مسجد میں بطورِ خطیب مقرر تھے۔ بلکہ ان لوگوں نے اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور اس میں ہی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اب مولانا عبدالعزیز کے بیٹے جامعہ تعلیم القرآن باڑہ گیٹ پشاور سے فارغ التحصیل ہیں۔

شیخ روح الامینؒ کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ شیخ روح الامینؒ کی حیات میں ہی تمام بیٹیوں کی بیاہ و شادیاں ہوئیں۔ آپؒ نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹیوں کو وراثت کے حقوق ادا کیے۔ آپؒ کے چاروں صاحبزادگان خوش اخلاق، خوش گفتار ہیں اور صحیح معنوں میں حضرت شیخؒ کے جانشین بننے کو کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

1۔ مولانا ضیاء الحق

یہ شیخ روح الامینؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ جامعہ دارالعلوم کراچی سے فراغت ہوئی۔ جو مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ چلا رہے ہیں۔ اس مدرسے کی بنیاد شیخ روح الامینؒ نے 2003ء میں رکھی۔ تقریباً 380 طالبات جس میں 150 رہائشی ہیں ان کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے مستفید کرنے کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اپنے علاقے میں شیخ روح الامینؒ کی گدہ نشینی پر قائم ہیں اور ان کی تعلیمات و اُصولوں پر عمل پیرا ہو کر دینِ اسلام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

2۔ مولانا منظور الحق

شیخ روح الامین کے دوسرے صاحبزادے ہیں جنہوں نے فراغت دارالعلوم اکوڑہ خٹک سے حاصل کی اور اپنے علاقے میں درس و تدریس سے منسلک ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ طب کے میدان میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

3۔ آثار الحق

سرکاری معلم ہونے کے ساتھ ساتھ عالمِ دین بھی ہیں۔ ابھی ریٹائرڈ ہو چکے ہیں اور درس و تدریس میں مشغول ہیں۔

4۔ عرفان الحق

شیخ روح الامینؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ تجارت کے پیشے سے منسلک ہیں اور اس غرض سے کئی شہروں میں رہائش اختیار کیا کرتے ہیں۔ آپؒ کی تمام اولاد حیات ہے۔

ابتدائی تعلیم اور حالات، علمی اسفار

ابتدائی تعلیم آپؒ نے اپنے والد مولانا فضل حق سے حاصل کی۔ پھر رجڑ کے مشہور مدرسہ دارالعلوم عربیہ رجڑ میں داخل ہوئے اس وقت شیخ المشائخ حضرت مولانا مضئ الدین (عرف مشر باباجیؒ) زندہ تھے۔ صرف ونحو کی ابتدائی کتب ان سے تبر کا چند دن تک پڑھیں۔ 1934ء سے 1982ء تک مکمل 48 سال قاضی خیل قدیم[5] میں مقیم رہے۔

1982ء میں قاضی خیل قدیم سے نثار آباد کُلاڈھیر مردان روڈ کو منتقل ہوئے اور تادم مرگ مقیم رہے۔

1947ء تک دارالعلوم عربیہ رجڑ میں رہے۔ حضرت صاحب حقؒ کی وفات کے بعد مولانا عبدالجلیلؒ اتمانزئی محلہ شموزئی کے درس (جو اس وقت سب سے بڑی درس گاہ تھی) میں شریک ہوئے۔ 1951ء میں دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی چارسدہ کے بعد اس میں داخل ہوئے اور تمام علوم کی کتب مکمل پڑھ کر دورۂ حدیث بھی اسی جامعہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤفؒ[6] سے پڑھا۔

1956ء میں درس و تدریس شروع کی اور دس سال تک دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی میں بعض کتبِ حدیث پڑھائیں۔ 1957ء میں لاہور چلے گئے اور وہاں علامہ احمد علی لاہوریؒ[7] سے دورۂ تفسیر پڑھا۔ 1966ء میں دار العلوم اسلامیہ چارسدہ میں نائب شیخ الحدیث والمفتی مقرر ہوئے۔ 1967ء میں حضرت مولانا عبدالرؤف مستعفی ہونے کے بعد آپ کو دورہ حدیث مکمل تفویض کیا گیا اور پورے دس سال پڑھاتے رہے۔ پھر 1977ء میں مدرسہ انواریہ محمدیہ میں تین سال تک درسِ حدیث پڑھاتے رہے۔

1980ء میں دوبارہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور 8 سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ کل ملاکر دار العلوم اسلامیہ میں 20 سال تک شیخ الحدیث رہے۔

1989ء میں دارالعلوم نعمانیہ میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس مقرر ہوئے اور آٹھ سال اسی عہدے پر فائض رہے۔

1995ء میں علاقہ سرڈھیری میں جامعۃ اللبنات الاسلامیہ میں حکیم ہدایت اللہؒ[8] اور ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی مرحوم کی درخواست پر دورۂ حدیث کے اسباق پڑھائے۔ صبح دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں دورہ حدیث پڑھاتے تھے اور ظہر تا شام تک یہاں درس دیتے پورے ایک سال میں دورۂ حدیث کے تمام اسباق مکمل کئے۔ اس دورۂ حدیث میں حکیم صاحبؒ کی تین بیٹیاں بھی تھیں جو ایک حضرت شیخؒ کے گھر کی زینت بنی۔ اور حضرت شیخؒ نے انہی کے لئے جامعہ تعلیم القرآن والسنہ للبنات کے نام سے جامعہ قائم کیا۔

1998ء میں مرکز علوم اسلامیہ راحت آباد پشاور میں ایک سال دورۂ حدیث پڑھایا۔ 2001ء و2002ء میں مدرسہ ام عطیہ للبنات چارسدہ میں دو سال میں مکمل تفسیر قرآن کریم پڑھائی۔ ماہ نومبر 2003ء بمطابق شوال 1423ھ

میں آپ نے جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ للبنات گل بہار نمبر 2 مردان روڈ چارسدہ کا اجراء کیا۔ جہاں آپؒ 2010ء تک صحیح بخاری اور جامع الترمذی کا درس دیتے رہے۔

آپؒ نے چونکہ اپنے علاقے میں ہی علم حاصل کیا اس وجہ سے آپؒ کے علمی اسفار نہیں لیکن اسفارِ حج و عمرہ ہے جس کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

اسفار

شیخ روح الامینؒ نے اپنی زندگی میں دو حج اور تین عمرے کئے۔

پہلا سفر حج

1979ء میں آپؒ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور چالیس دن بعد وطن واپس تشریف لائے۔

دوسرا سفر حج

16 جنوری 15 رمضان المبارک 1998ء، بقصد عمرہ روانہ ہوئے۔ عمرہ کی سعادت حاصل کر کے وہاں چار ماہ مقیم رہے اور حج ادا کیا۔

حجاز مقدس کا تیسرا سفر

5 رمضان المبارک 1424ھ بمطابق 30 اکتوبر 2003ء کو عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے گئے اور عمرہ ادا کر کے 3 شوال المکرم 1424ھ بمطابق 27 نومبر 2003ء کو وطن واپس تشریف لائے۔

کراچی کا پہلا سفر

سال 2006ء میں شیخ روح الامینؒ نے محمد انور صاحب کو کراچی جانے کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے دو ٹکٹیں لینے کے لیے کہا۔ ریلوے اسٹیشن پر پتہ چلا کہ حیدر آباد سے آگے رن پٹھانی کے مقام پر ریلوے پٹڑی خراب ہے اس لیے حیدر آباد تک ہی ٹکٹیں مل سکتی ہیں۔ لیکن شیخؒ کے اصرار پر کراچی تک ہی ٹکٹیں لیں۔ پشاور سے لاہور بس میں چلے اور پھر وہاں سے ریل گاڑی میں کراچی کے لیے روانہ ہوئے۔

کراچی میں صابر جان ہمارے منتظر تھے۔ ان سے ملے اور دارالعلوم کراچی چلے گئے۔ اسی دن حکیم محمد اختر صاحب کے پاس جانا تھا۔ چونکہ مولانا مظہر سے پہلے فون پر بات ہوئی تھی حکیم صاحب کے خواص کی ملاقات والی مجلس میں حضرت شیخؒ بھی بیٹھ گئے۔ تعارف کے بعد آپؒ نے سلسلۂ چشتیہ میں بیعت لینے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن اللہ والے اس کے خاص بندوں کو پہچان لیتے ہیں۔ حکیم صاحب نے آپؒ کو پہلی ملاقات میں ہی سلسلۂ چشتیہ میں خلافت عطا کی۔

وہاں سے پھر کتب خانے کی طرف آکر کچھ کتب مولانا مظہر صاحب کی طرف سے ہدیۃً ملے۔ دارالعلوم کراچی میں تین راتیں گزاریں اور وہاں پر موجود بزرگان کے مزارات کی زیارت کی اور فاتحہ خوانی کی۔ اور پھر خیریت سے پشاور پہنچ گئے۔

کراچی کا دوسرا سفر

سال 2009ء میں حضرت شیخؒ کی خواہش تھی کہ ایک دفعہ پھر کراچی جائیں۔ اس دفعہ جہاز میں سفر کیا۔ اس سفر میں محمد انور صاحب، ڈاکٹر محمد ایاز صاحب اور ڈاکٹر ذوالفقار صاحب بھی تھے۔ شیخ روح الامینؒ کے چھوٹے بھائی انوار الحق کراچی میں ہمارے منتظر تھے۔ ان کے گھر جانے کے بعد حضرت حکیم محمد اختر صاحب کی خانقاہ گئے۔ ان سے ملاقات کی۔ اور ہدیۃً کتابیں دیں۔ پھر ساحلِ سمندر کی سیر رات گئے تک کی۔

مولانا مظہر صاحب نے چونکہ صبح ناشتے کی دعوت دی تھی تو ان کے ہاں گئے۔ حکیم صاحب سے پھر ملاقات کی۔ رات کو مولانا عصمت اللہ صاحب کے ہاں دعوت تھی تو ان کے ہاں گئے۔ رات آرام سے گزری۔ صبح کو دارالعلوم کراچی کی لائبریری دیکھی۔ بزرگان کے مزارات پر گئے اور فاتحہ خوانی کی۔ دو دن گزارنے کے بعد بخیریت پشاور واپس آ گئے۔

خانیوال کا سفر

حضرت شیخؒ کی خواہش تھی کہ خانیوال کا سفر کیا جائے کیونکہ وہاں حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ مدفون ہیں۔ لہٰذا 2009ء میں اپنے صاحبزادے عرفان الحق، ڈاکٹر محمد ایاز صاحب، ڈاکٹر ذوالفقار صاحب، عارف صاحب براستہ لاہور خانیوال کی طرف روانہ ہوئے۔ لاہور پہنچنے پر کرمیانی قبرستان احمد علی لاہوریؒ کی مزار پر حاضری دی۔ پھر مولانا محمد موسیٰ بازیؒ کے مزار پر بھی گئے۔ سب کے لیے فاتحہ خوانی کرائی گئے۔ رات کا طعام مولانا عبدالمالک صدیقیؒ کے بیٹے مولانا عبدالماجد صاحب کے ہاں تھا۔ پھر صدیقیؒ کے تبرکات کی زیارت کرائی گئی۔ صبح ناشتے کے بعد واپس روانہ ہوئے۔ اپنے ہمسفر ساتھیوں سے فرمایا کہ اگلے دفعہ خود آنا میں نہیں آسکوں گا اور واقعی وہ دائمی سفر پر روانہ ہو گئے۔

وفات

2010ء میں آپ کی طبیعت کافی ناساز گار ہوئی۔ ڈاکٹروں نے خون چڑھانے کا مشورہ دیا تھا کیونکہ آپؒ بہت کمزور ہوگئے تھے۔ آپؒ کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال چارسدہ لے جایا گیا۔ معائنہ اور تشخیص کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخؒ کو کوئی خاص بیماری نہیں ہے کیونکہ ان کے سارے ٹیسٹ صاف تھے۔ آپؒ کو مردانہ میڈیکل وارڈ میں داخل کیا گیا لیکن وہاں پر ان کی طبیعت گھر کی نسبت بہت ناساز ہوگئی۔ اس دوران آپؒ چند نصیحتیں اور وصیتیں کیں اور اپنے فرزند حافظ مولانا ضیاء الحق صاحب کو بُلانے کے لیے فون کرنے کا حکم دیا۔ حضرت شیخؒ بڑی بے چینی سے

منتظر تھے۔ حضرت شیخؒ کے ساتھ ہسپتال میں ان کے تین فرزند جناب آثار الحق صاحب، جناب عرفان الحق صاحب اور جناب مولانا منظور الحق صاحب اس موقع پر موجود تھے۔ جبکہ جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی صاحب[9]، ڈاکٹر کفایت اللہ صاحب[10]، جناب ڈاکٹر ایاز اللہ صاحب[11] اور صابر جان[12] بھی ان کے ساتھ تھے۔ طبیعت ناساز گار ہونے کی بناء پر اپنے مرید صابر جان سے کچھ آیات پڑھ کر مجھ پر دم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ سورۃ یٰسین اور سورۃ انفال کی آیات کو اونچے آواز سے پڑھو۔ وہ آیات درجہ ذیل ہیں:

﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ﴾[13]

ترجمہ: "رحمت والے پروردگار کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا"۔

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾[14]

ترجمہ: "ان کے سینوں میں جو کچھ رنجش ہوگی اسے ہم نکال پھینکیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے اونچے نشستوں پر بیٹھے ہوں گے"۔

﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ﴾[15]

ترجمہ: "یاد کرو جب تم پر سے گھبراہٹ دور کرنے کے لیے وہ اپنے حکم سے تم پر غنودگی طاری کر رہا تھا، اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا، تاکہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کرے، تم سے شیطان کی گندگی دور کرے، تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے، اور اس کے ذریعے (تمہارے) پاؤں اچھی طرح جمادے"۔

پھر سورۃ الم نشرح اور سورۃ یسین دم کرنے کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ مسلسل یہ کلمات پڑھتے رہو۔ لہذا سب حاضرین مذکورہ آیات اور سورتیں پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا کہ:

«يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ»[16]

ترجمہ: " اے زندہ اور ہمیشہ رہنے والے! تیری رحمت کے وسیلے سے تیری مدد چاہتا ہوں"۔

یہ دُعا پڑھو پس سب حاضرین یہ کلمات پڑھتے رہے۔

شیخ روح الامینؒ نے حاجی نوشاد کو فون کرنے کے بارے میں حکم دیا کہ ان سے میری تدفین کے لیے جگہ کے لیے کہہ دو۔ میں وہاں دفن ہونا اس لیے پسند کروں گا کہ اس قبرستان کے راستے سے میں بیس سال دار العلوم اسلامیہ چارسدہ کو سبق پڑھانے کے لئے گیا ہوں۔ حاجی نوشاد چونکہ انٹرنیشنل تجارت کیا کرتے ہیں اکثر چین میں ہوا کرتے تھے لیکن خوش قسمتی سے چارسدہ میں تھے۔ خود آئے اور حضرت شیخؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ شیخ روح الامینؒ نے خود سے اپنی تدفین کے لیے جگہ مانگی انہوں نے اپنی قبر کی جگہ شیخ صاحبؒ کو دے دی۔

شیخ روح الامینؒ کے ایک خاص مرید جو ان کے کتب کو لکھا کرتے تھے جس کا نام صابر جان تھا اس کو بُلا کر ان کو اپنی تفسیر " تسہیل البیان في ترجمۃ القرآن " اور "نفحۃ المسک والعنبر في سیرۃ سید البشر" حاجی صاحب کے حوالے کر کے اس کے چھپوانے کی ذمہ داری ان کو سونپ دی۔ اور پھر صابر جان سے ارشاد فرمایا کہ امام رازیؒ کی مشہور تفسیر الفخر الرازی، امام رازیؒ نے خود نہیں بلکہ ان کے شاگردنے پوری کی ہے۔ اگر تم نے ان دونوں کتابوں کو پورا کیا تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ سیرت کی کتاب کو ترتیب سے لکھنے کی ہدایت فرمائی۔

تفسیر کے لئے حضرت شیخؒ نے چند ضروری ہدایات بیان کئے جو بے حد مفید اور انمول ہیں فرمایا تفسیر میں لفظی ترجمہ اور محاورہ کا امتزاج بہت ضروری ہے کیونکہ اگر لفظ کی رعایت کروگے تو معنی سمجھ میں نہیں آتا اور اگر محاورہ کالحاظ کروگے تو لفظی ترجمہ رہ جاتا ہے۔ لہذا لفظ و محاورہ کا امتزاج بہت ضروری ہیں۔ اور اس تفسیر میں نوے فی صد اخذ تفسیر عثمانی سے کرو اور باقی تفسیر معارف القرآن، تفسیر حقانی، تفسیر مظہری اور تفسیر قرطبی سے انتخاب کرو۔ جب حضرت شیخؒ اپنی وفات کے بارے میں باتیں کرنے لگے تو سب حاضرین کی حالت غیر ہوگئی، کوئی بھی آنسو پر قابو نہ پا سکا لیکن حضرت شیخؒ کے سامنے کسی کو بھی رونے کی ہمت نہ تھی۔

حضرت شیخؒ نے مندرج ذیل کلمات زور سے پڑھے اور پھر فرمایا تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے یہ کلمات پڑھے:

لا إله إلا الله محمدرسول الله

اللهم إني أشهدك والملٰئكة والنبين انى مسلم مؤمن

امنت بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت-

اللهم انى امنت پالذي امنت به ملٰئكتك و رسولك وامن به كل مؤمن

حضرت شیخؒ نے یہ کلمات پڑھ کر فرمایا کہ عوام کو یہ بات نہ بتانا ہاں اہل علم اور طلبہ کرام کو اس لئے بیان کرو کہ وہ میرے لئے گواہ ہوں کہ میں نے آخری وقت میں یہ کلمات پڑھے ہیں۔

جب حضرت شیخؒ نے اپنی تجہیز و تکفین کے بارے میں چند باتیں بیان فرمائیں تو اس سے حاضرین و متعلقین طبعاً پریشان ہو گئے۔ اور بے اختیار ان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے تو حضرت شیخؒ نے ان کو تسلی کے لئے عربی کے اشعار پڑھے۔

إذا تصبك مصيبة فتجلى به واعلم أن الأمر غير مخلد[17]

ترجمہ: " جب مجھے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو یہ جان لو کہ انسان اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گا۔ لیکن جب کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہ سکتا تو میں کیسے اس دنیا میں ہمیشہ رہ سکتا ہوں، لہذا مصیبت میں ثابت قدم رہو"۔

جناب ڈاکٹر ذوالفقار علی صاحب نے کہا کہ حضرت شیخؒ کو تشخیص کے لئے پشاور لے جانا ضروری ہے تاکہ آپ کا مرض معلوم ہو کیونکہ یہاں پر تو آپ کے سارے ٹیسٹ صاف ہیں جب حضرت شیخؒ سے پشاور جانے کی بات ہوئی تو حضرت شیخؒ نے دوٹوک الفاظ میں انکار کیا اور فرمایا ہرگز نہیں، مردے کو پشاور لے جانے کی کیا ضرورت ہے تم لوگوں کو تکلیف ہوگی، وہاں بھی وہی اللہ ہے جو یہاں ہے وہاں کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ شیخؒ کو ایمبولینس میں لے جانے کا کہا گیا لیکن یہ رائے بھی مسترد کر دی۔

ظہر کو آپؒ کے بیٹے مولانا حافظ ضیاء الحق اور محمد انور تشریف لائے تو شیخؒ نے ان کو اپنی تجہیز و تکفین کے بارے میں تفصیلی طور پر آگاہ کر دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ مجھے غسل حاجی محمد انور صاحب دے گا جبکہ میرے بیٹے بھی حاضر ہوں گے۔ اور جناب ایاز اللہ اور محمد عارف بھی موجود ہوں گے۔

شیخ روح الامینؒ نے اپنے ذمے قضا روزوں اور نماز سے متعلق آگاہ فرمایا اور تدفین سے قبل فدیہ ادا کرنے کا حکم بھی دیا، اور قبر کو حضرت احمد علی لاہوریؒ کی طرح بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اونچائی ایک بالشت بنانا۔

اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ غسل کی جگہ کو نہ چھوڑنا، اور مولانا ناظم شاہ اور مولانا صابر جان کو بھی غسل کی جگہ پر موجود رہیں۔ غسل دیتے وقت موٹا کپڑا لگانے کا حکم دیا۔ ظہر کے اپنے مریدین میں سے بعض کو کو اجازت بھی دی۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ میرے قافلے کے لوگوں کو میری وفات کے بعد میرے گھر آنے کی اجازت ہے ان کے لیے کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔

شیخ روح الامینؒ کے اہل بیت ان 36 گھنٹوں میں تین چار مرتبہ صرف پانچ، دس منٹ کے لئے ان کے دیدار کے لئے آئے۔ باقی وقت انہوں نے اپنی متعلقین اور زائرین کو دیا۔ پھر شیخؒ نے وصیت کی کہ اگر عصر کو فوت ہوا تو صبح نو یا گیارہ بجے دفنانا اور اگر صبح فوت ہوا تو دوپہر کو دفنانا۔ فوتگی اور جنازے کے درمیان 12 گھنٹے کا فاصلہ رکھنا۔ جنازہ کا اعلان مساجد اور بازاروں میں لاؤڈ سپیکر پر ہرگز مت کریں کیونکہ فقہاء نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ ہاں اخبار میں خبر دینا جائز ہے اور ٹیلی ویژن پر خبر دینے سے منع فرمایا۔

آپؒ نے فوتگی سے قبل کافی مسائل بیان کیے اور اپنی جنازہ کی امامت اپنے بیٹے مولانا ضیاء الحق کے ذمہ کیا اور اگر وہ نہ پڑھا سکا تو پھر مفتی عبد اللہ شاہ صاحب جنازہ پڑھائے۔ اور جنازہ سے قبل مولانا محمد ادریس 20 منٹ بیان فرمائیں گے اور اس کے بعد مفتی عبد اللہ شاہ صاحب 20 منٹ بیان فرمائیں گے۔ اور پھر اگر وقت ہو تو مولانا فخر الاسلام صاحب 10 منٹ بیان فرمائیے۔

اپنے جملہ متعلقین کو ایصال ثواب کے لئے روزانہ سورہ الم سجدہ، سورۃ الملک اور سورۃ یٰسین پڑھنا کا حکم دیا۔

وفات سے قبل کافی مسائل بیان فرمائے اور طریقۂ بیعت و خطبہ بھی سمجھا دیا۔ قادریہ سلسلہ کے طریقۂ کار کے کاغذات کی جگہ بھی بتلائی۔ طیب جان سے سورۃ الانفال اور وہ دُعائیں جو پہلے ذکر ہوئیں وہ پڑھوائی۔ آپؒ ایک ایک لفظ پڑھتے رہے اور طیب جان ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہے۔ اور فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ اور طیب جان سے فرمایا کہ میرے تکیے کے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ پھر ان سے فرمایا کہ حضور پاک ﷺ وفات کے وقت ام المومنین حضرت عائشہؓ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں جناب بشارت کو بھی داخل بیعت کیا۔ پھر فرمایا کہ میری شہادت والی انگلی اٹھاؤ، جب ان کی انگلی اٹھائی گئی تو آپؒ نے فرمایا کہ انگلی بالکل سیدھی ہو گئی تو فرمایا۔

«اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى »[18] تین دفعہ پڑھا۔ ہسپتال اور یہاں دونوں جگہ اپنے پر پانی ڈالنے کا حکم دیا اور یہی الفاظ بار بار دُہراتے رہے۔ بالآخر 6 اپریل 2010ء بمطابق 21 ربیع الثانی 1431ھ منگل کی شام 6 بجے 80 سال کی عمر میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾[19]

اساتذہ کرام اور تلامذہ

شیخ روح الامینؒ ضلع چارسدہ میں ہی تعلیم و تعلم حاصل کر چکے تھے اور یہاں ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپؒ دیوبند جانے کے خواہش مند تھے لیکن اپنے والد اور گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے نہیں جا پائے۔ دلی عقیدت علماء دیوبند کے ساتھ تھی۔ آپؒ کے اساتذۂ کرام کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

اساتذۂ کرام

مولانا فضل حقؒ

مولانا فضل حقؒ آپؒ کے والد تھے۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے اسی مسجد میں حاصل کی جس میں وہ پیشِ امام اور خطیب تھے۔

مولانا مصفیٰ الدینؒ (صاحبِ حق صاحب رجڑ)

آپؒ نے صاحبِ حقؒ آف رجڑ سے درس بھی حاصل کیا اور ان سے شرف بیعت بھی حاصل کی۔

مولانا عبد الجلیلؒ

مزید علوم کی تحصیل کے لیے مدرسہ دارالعلوم نعمانیہ اتمان زئی اور دارالعلوم تعلیم القرآن عمرزئی چلے گئے وہاں مولانا عبد الجلیلؒ سے مزید علوم پڑھے۔

مولانا عبد الرؤف

1375ھ میں مولانا عبد الرؤف آف ترناب سے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے دورۂ حدیث کی سند عنایت کی۔ مولانا عبد الرؤف آف ترناب مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ خاص تھے۔

مولانا احمد لاہوریؒ

1376ھ میں آپؒ لاہور تشریف لے گئے اور وہاں مولانا احمد علی لاہوریؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا اور سلسلہ قادریہ میں بیعت بھی کی۔

مولانا نصیر الدین غرغوشتیؒ

آپؒ نے مولانا موصوفؒ سے احادیث پڑھے اور پھر ان سے احادیث پڑھانے کی اجازت لی۔ان کی صحبت میں تھوڑے عرصے رہے۔

مولانا ادریس کاندھلویؒ

آپؒ نے 1380ھ بمطابق 1960ء میں مولانا ادریس کاندھلویؒ سے صحاحِ ستہ اور مشکوٰۃ شریف کی اجازت حاصل کی۔

علامہ شمس الحق افغانیؒ

آپؒ نے 1382ھ یعنی 1962ء میں علامہ شمس الحق افغانیؒ سے صحاحِ ستہ کی اجازت حاصل کی۔علامہ صاحبؒ آپؒ کو اسی زمانہ میں شیخ الحدیث کے لقب سے پکارتے تھے۔

تلامذہ

آپؒ کے تلامذہ کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

مفتی عبد اللہ شاہ صاحب

مفتی عبد اللہ شاہ صاحب ان کے شاگردوں میں سے نامور شاگرد ہیں۔ آپؒ بہترین مفسر، تاریخ دان ہیں۔ دارالعلوم اسلامیہ میں آپ تمام فنون پڑھا چکے ہیں جبکہ اب دورۂ حدیث پڑھا رہے ہیں۔ یہاں پر آپ رئیس دارالافتاء بھی مقرر ہوئے ہیں۔ چھٹیوں میں آپ دورۂ تفسیر کے ساتھ ساتھ دورۂ سراجی (دورۂ میراث) بھی پڑھاتے ہیں۔ آپؒ نے ایف ایم ریڈیو پر مکمل تفسیر پشتو زبان میں کی ہے۔

حافظ سردار اکبرؒ

فقہ کے کتب حافظ سردار اکبرؒ نے شیخ روح الامینؒ سے پڑھے ہیں۔اس وقت شیخؒ کل ستائیس سال پڑھا چکے تھے جبکہ 16 سال بخاری شریف پڑھا چکے تھے۔

شیخ الحدیث مولانا غلام محمد صادق صاحبؒ

آپؒ شیخ روح الامینؒ کے خاص تلمیذ تھے۔ آپؒ دارالعلوم اسلامیہ سے فارغ التحصیل تھے، اور پھر اسی مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ آپؒ اسی مدرسہ شیخ الحدیث کے منصب پر بھی فائز رہے۔ دورۂ تفسیر کیا کرتے تھے۔ آپؒ کے کئی تصانیف ہیں۔ آپؒ نے سیاست کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ جمیعت علماء اسلام کی طرف سے ایم این اے منتخب ہوئے۔ کچھ عرصہ قبل وفات پائی۔

شیخ فخر الاسلام صاحب

شیخ روح الامینؒ کے شاگردوں میں نمایاں شاگردوں میں شیخ فخر الاسلام صاحب بھی ہے۔

مولانا انوار الحق صاحب

مولانا انوار الحق شیخ روح الامینؒ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ نے اپنے بڑے سے علم حاصل کیا۔

شیخ الحدیث مولانا محمد گوہر شاہ صاحب

سیاست کے میدان میں مولانا محمد گوہر شاہ صاحب نمایاں اہمیت رکھتے ہیں۔ دو دفعہ ایم این اے کی سیٹ پر رہ چکے ہیں۔ ضلع چارسدہ میں جمیعت علماء اسلام کے امیر ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد ہاشم خان صاحب

شیخ الحدیث مولانا محمد ہاشم خان صاحب بھی جمیعت علماء اسلام کے امیر رہ چکے ہیں۔ دورِ حاضر میں حدیث شریف پڑھانے کے خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

دینی و علمی خدمات

حضرت شیخ روح الامینؒ نے 1956ء میں دورۂ حدیث کیا۔ اس کے بعد 1957ء میں دورۂ تفسیر کے لیے لاہور چلے گئے اور وہاں احمد علی لاہوریؒ سے دورۂ تفسیر پڑھا۔ 1966ء میں آپؒ نے باقاعدہ حدیث کی کتب پڑھانی شروع کر دی۔ آپؒ حدیث کے ساتھ ساتھ کتب فقہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ آپؒ حدیث کی خدمات جامعہ دارالعلوم اسلامیہ (چارسدہ) میں ادا کر رہے تھے کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرؤف وفات پا گئے اور آپؒ کو باقاعدہ دورۂ حدیث پڑھانے لگے۔

تین سال کے لیے آپؒ نے مدرسہ انواریہ محمدیہ میں تدریسی خدمات سر انجام دیں۔ یہ مدرسہ ضلع مردان میں واقع ہے۔ یہاں سے پھر آپؒ واپس جامعہ دارالعلوم اسلامیہ (چارسدہ) آئے اور یہاں پر آٹھ سالوں تک دورۂ حدیث پڑھاتے رہے۔ جامعہ دارالعلوم اسلامیہ (چارسدہ) میں شیخ الحدیث کے منصب پر آپؒ نے کل بیس سال وقت گزارا۔ آپؒ نے دارالعلوم نعمانیہ میں بھی درس و تدریس کی خدمات سر انجام دیں۔ 1989ء میں آپؒ اس مدرسے کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث منتخب ہوئے۔

علاقہ سرڈھیری میں بنات کا ایک مشہور مدرسہ تھا جس کے بانی حکیم ہدایت اللہ اور ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی تھے۔ انہوں نے 1995ء میں مدرسہ میں دورۂ حدیث کے اسباق پڑھانے کی درخواست کی۔ آپؒ کو انتہائی عاجزی کے ساتھ عرض کیا گیا کہ آپؒ اس درخواست کو ضرور قبول کریں۔ آپؒ نے اس کو قبول کیا۔

آپؒ صبح سے ظہر تک دارالعلوم نعمانیہ میں اسباق پڑھاتے اور ظہر سے مغرب تک بنات مدرسہ میں پڑھانے کے لیے آتے۔ پورے ایک سال میں آپؒ نے دورۂ حدیث کے اسباق پڑھائے۔ ان طالبات میں حکیم صاحبؒ کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔ ان میں سے تیسری اور چھوٹی بیٹی کی شادی اپنے بڑے بیٹے مولانا ضیاء الحق سے کی۔

حضرت شیخ روح الامینؒ نے اپنی اس بہو کے لیے جامعہ تعلیم القرآن والسنۃ اللبنات کا قیام کیا۔ انہوں نے انتہائی محنت و لگن سے اس مدرسہ کو آباد کیا لیکن زندگی کا ساتھ کم عرصہ رہا اور جلد ہی وہ وفات پا گئیں۔

شیخ الحدیث روح الامینؒ درسِ حدیث کے لیے پشاور بھی گئے۔ سال 1998ء میں پشاور یونیورسٹی کے قریب نواحی علاقے راحت آباد میں قائم مدرسہ مرکز علوم اسلامیہ میں ایک سال میں دورۂ حدیث پڑھایا۔

آپؒ نے سال 2001ء و 2002ء میں مدرسہ اُم عطیہ للبنات چارسدہ میں دورۂ تفسیر کیا۔ اس تفسیر کو لکھنے کے لیے صابر جان سے کہا گیا۔ یہ تفسیر پورے دو سال میں مکمل ہوا۔

آپؒ کے قائم کردہ مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ للبنات میں سال 2010ء تک آپؒ بذاتِ خود صحیح بخاری اور جامع الترمذی کا درس دیتے رہے۔ الحاصل یہ ہوا کہ آپؒ کو درس و تدریس سے بے حد لگاؤ تھا۔ آپؒ پڑھانے سے پہلے خود مطالعہ کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر قاعدہ بھی پڑھاؤ تو پہلے تیاری کیا کرو۔ آپؒ کے ختم بخاری پر بیان سے آپؒ کی علمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس بیان کا خلاصہ درجہ ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد و آله سيدنا و مولانا وعلى آله و أصحابه اجمعين.

اما بعد! «من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، إن أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدي هدي محمد، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار»[20]

وبالسند المتصل منا الي امام الحافظ حجة امير المؤمنين في الحديث ابى عبد الله محمد بن اسماعيل ابن ابراهيم ابن مغيره ابن بردزبة الجعفي البخارى رحمه الله تعالىٰ و نفعنا بعلومه آمين

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَنَضَعُ المَوَازِينَ القِسْطَ لِيَوْمِ القِيَامَةِ﴾[21]،وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوزَنُ--- وَقَالَ مُجَاهِدٌ: "القُسْطَاسُ:العَدْلُ بِالرُّومِيَّةِ"وَيُقَالُ:"القِسْطُ: مَصْدَرُ المُقْسِطِ وَهُوَ العَادِلُ، وَأَمَّا القَاسِطُ فَهُوَ الجَائِرُ"[22]

و به قال حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ القَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ العَظِيمِ»[23]

خطبہ کے بعد ختم البخاری پر پروگرام اور صدقہ کرنا عرف سے ثابت کیا جیسا کہ حضرت عمرؓ کا سورۃ البقرۃ پڑھنے پر اونٹ کا خیرات کرنا اور ابن حجر عسقلانیؒ کا صحیح بخاری کی شرح لکھنے پر پانچ سو دینا کا صدقہ خیرات کرنا یہ صدقات بدعت نہیں بلکہ عرف معروف اور مسنون عمل ہے۔

حضرت شیخ روح الامینؒ اور امام بخاریؒ کے درمیان چالیس شیوخ ہیں۔ امام بخاریؒ کے کمال کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صحیح بخاریؒ کی ابتداء وحی جبکہ انتہاوزن اعمال پر کیا گیا ہے۔ تو مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال کو شمار نہیں بلکہ وزن کیا جائے گا۔

وزن اعمال جمہور اہل سنت والجماعت مانتے ہیں معتزلہ وزن کو نہیں مانتے۔ معتزلہ وہ لوگ جو عقل سے ہر کام لیتے ہیں اور جو چیز ظاہری ادراک سے بالاتر ہو اس کو دفع کہتے ہیں۔ جیسا کہ عذاب قبر، وزن اعمال وغیرہ وہ کہتے ہیں کہ وزن لفظ جو قرآن وحدیث میں آیا ہے اس سے انصاف مراد ہے۔ یعنی ترازو کی صورت نہ ہوگی۔ ایک ترازو نورانی ہے وہ جنت کی طرف ہے ایک ترازو ظلمانی ہے وہ جہنم کی طرف ہے۔

امام مالکؒ ایک دن مدینہ میں بیٹھے تھے، ایک خط اٹھایا تو ان کا ایک شاگرد خاص یحییٰ بن یحییٰ اندلسی جو کہ موجودہ نسخہ مؤطاء امام مالکؒ کے راوی بھی ہیں، (مؤطا کے 16 نسخے ہیں جن میں ایک ہمارے امام محمدؒ کا بھی ہے۔ انہوں نے عرض کیا حضرت شیخؒ اس میں کیا تحریر ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ ایک آدمی نے خط بھیجا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن جو اعمال تولے جائنگے گے ترازو لکڑی کا ہے یا لوہے کا یا سونے، چاندی کا؟ یعنی وہ ترازو کس طرح ہو گا؟ تو امام صاحب سے سند کے ساتھ بیان فرمایا کہ:

«مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ»[24]

ترجمہ: "کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جس بات کا تعلق اس سے نہ ہو اسے وہ چھوڑ دے "۔

جیسے تاش کھیلنا شطرنج کھیلنا وغیرہ۔

ایسے سوالات پوچھنے سے اجتناب کیا جائے جس میں نہ دنیوی فائدہ ہو نہ اخروی۔ ٹیلی ویژن دیکھنا لعب میں نہیں بلکہ گناہ میں شامل ہے۔ اس سے متعلق اکابرین نے کتب لکھیں ہیں لیکن اس کا سب سے بڑا نقصان وقت کا ضیاع ہے۔ دماغ اور قلب اس کی وجہ سے معطل ہو جاتے ہیں تو قرآن وحدیث میں وزن یعنی تول کے بارے میں صراحت سے دلائل آئے ہیں۔

علامہ شمس الحق افغانیؒ صاحب فرماتے تھے کہ معتزلہ ترازو کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ترازو سے مراد وہ ہے موجودہ دور میں اشیاء تولنے والا آلہ ہے جبکہ قیامت کے دن یہ ترازو نہیں ہو گا۔ یہاں المیزان سے مراد وہ ترازو ہے جس سے اعمال تولے جائیں گے۔ اب اگر یہ سوال کیا جائے کہ اعمال تو اعراض ہیں ان کو کیسے تولا جائے گا تو اس کا جواب دورِ جدید کی ٹیکنالوجی نے خود دے دیا جیسا کہ محکمۂ موسمیات والے گرمی اور سردی کو تولتے ہیں حالانکہ یہ دونوں بھی تو اعراض ہیں۔

علامہ عبدالبرؒ فرماتے ہیں کہ ایک بات اس ترازو کے بارے میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں جو چیز بھاری ہوتی ہے ترازو میں تو ترازو کا پلڑا نیچے کو جھکتا ہے جبکہ قیامت کے دن اس ترازو میں جو چیز بھاری ہو گی وہ اوپر کو اٹھے گی۔ اور دلیل میں یہ آیت بیان فرمائی:

﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾[25]

ترجمہ: "پاکیزہ عمل اس کی طرف چڑھتا ہے، اور نیک عمل اس کو اُوپر اُٹھاتا ہے"۔

علامہ ترنگزئی صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن جس ترازو سے اعمال کو تولا جائے گا وہ سونے کا ہو گا یا چاندی کا تو ہمیں غیر ضروری سوالات کے جوابات دینے سے بچنا چاہئے۔

المیزان کے بارے میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اعمال کا تول کون کرے گا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اعمال کو تولیں گے، کیونکہ وہ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ دوسرے قول کے مطابق حضرت عزرائیل علیہ السلام تیسرے قول کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام تولیں گے۔ ان اقوال میں یہ تطبیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی وازن تو اللہ تعالی ہیں، اور ان تین حضرات کو حاضر کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام پہنچانے والے تھے، حضرت عزرائیل علیہ السلام نے تمام انسانوں کی روح قبض کی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اس لیے کہ وہ تمام انسانیت کے اب ہیں۔

اب یہ سوال کہ کس چیز کو تولا جائے گا تو اس کے تین جوابات ہیں:

اعمال کو تولا جائے گا:

ترمذی شریف کی ایک روایت ہے کہ:

" إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الخَلَائِقِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ البَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الحَافِظُونَ؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ اليَوْمَ، فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هَذِهِ البِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ "، قَالَ: «فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ البِطَاقَةُ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْءٌ»[26]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کو چھانٹ کر نکالے گا اور سارے لوگوں کے سامنے لائے گا اور اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے دفتر پھیلائے جائیں گے، ہر دفتر حد نگاہ تک ہو گا، پھر اللہ عزوجل پوچھے گا: کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا تم پر میرے محافظ کاتبوں نے ظلم کیا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! پھر اللہ کہے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ تو وہ کہے گا: نہیں، اے میرے رب! اللہ کہے گا (کوئی بات نہیں) تیری ایک نیکی میرے پاس ہے۔ آج کے دن تجھ پر کوئی ظلم (و زیادتی) نہ ہو گی، پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس پر «أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُه» "میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں" لکھا ہو گا۔ اللہ فرمائے گا: جاؤ اپنے اعمال کے وزن کے موقع پر (کانٹے پر) موجود رہو، وہ کہے گا: اے میرے رب! ان دفتروں کے سامنے یہ پرچہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اللہ فرمائے گا: تمہارے ساتھ زیادتی نہ ہو گی۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: پھر وہ تمام دفتر (رجسٹر) ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں، پھر وہ سارے دفتر اٹھ جائیں گے، اور پرچہ بھاری ہو گا۔ (اور سچی بات یہ ہے کہ) اللہ کے نام کے ساتھ (یعنی اس کے مقابلہ میں) جب کوئی چیز تولی جائے گی، تو وہ چیز اس سے بھاری ثابت نہیں ہو سکتی"۔

تجسد اعراض ہو گا یعنی ان اعمال کو وجود کی شکل دیدی جائے گی اور اس کے بعد ان کو تولا جائے گا۔

تیسرا قول جو کہ صحیح ہے وہ ہے کہ یہی اعمال براہ راست تولے جائیں گے۔

پھر باب اور صحیح بخاری کی آخری حدیث کی صرفی نحوی ترکیب بیان فرمائی:

ونضع الموازین القسط موازین جمع ہے میزان کی۔ القسط اگر منصوب ہو تو یہ مفعول لہ ہے یعنی انصاف کی وجہ سے ہم ترازو رکھیں گے اور قسط مصدر ہے لیکن مصدر ذات کی صفت کی واقع نہیں ہوتی تو اس کی تقدیر عبارت ہو گی ونضع الموازین ذوات القسط یعنی انصاف والے۔

لیوم القیامۃ یہاں یہ لام بمعنی فی ہے یعنی في یوم القیامۃ اور کبھی لام بمعنی علت کے ہوتا ہے تو اس کے لئے حساب لفظ ضروری ہے یعنی لحساب یوم القیامۃ۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

"سُبْحَانَ اللهِ نِصْفُ الْمِيزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ"[27]

ترجمہ: "سبحان اللہ آدھے ترازو کو اور الحمد للہ پورے ترازو کو بھرتا ہے"۔

جبکہ معتزلہ کے نزدیک ترازو کا وجود نہیں ہے، المیزان سے مراد اللہ کا انصاف ہے۔

وقال مجاھدؒ: مجاھد ابن جبیر مکی تابعی ہیں صحابہ کے شاگرد تھے۔

قسطاس: قاف کے کسرہ کے ساتھ بھی آیا ہے اور پیش کے ساتھ بھی، قسطاس کا معنی عدل ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ﴾[28]

ترجمہ: "اور تولنے کے لیے صحیح ترازو استعمال کرو"۔

یہاں قسطاس کا معنی ترازو ہے۔ رومی زبان عدل کو کہتے ہیں۔ ابن عربی فرماتے ہیں ویقال القسط المصدر المقسط کہا جاتا ہے کہ عربی میں قسط لفظ مقسط کا مصدر ہے۔ علماء نے اس میں بحث کی ہے کہ مقسط کے مصدر قسط نہیں ہے مقسط کا مصدر تو اقساط ہے۔ اقسط یقسط اقساط اس کو کیوں مصدر کیا ہے؟ تو ایک جواب تو یہ ہے کہ مقسط اقسط یقسط باب افعال سے ہے اور باب افعال کی ایک خاصیت سلب ماخذ ہے جب قسطا پر ہمزہ داخل کرے تو مطلب سلب قسط ہے یعنی ظلم۔ جب قسط مصدر ہوگا اس معنی کے ساتھ ظلم اس میں نہ ہوگا تو پھر قسط معنی ہے۔ امام قسطلانیؒ[29] نے اس کے بارے میں تحقیق کی کہ قسط مجرد جو ہے یہ دو بابوں سے ہے ایک قسط یقسط قسطا و قسوطا اس کا معنی ہے ظلم ہے۔ اور قسط یقسط قسطا باب ضرب یضرب اور مصدر میں زیر کا ہونا تو اس کا معنی ہے انصاف۔[30]

واما القاسط فھو الجائر قاسط جائر کے معنی میں اس وقت ہوگا جب اس کا مصدر قسط یقسط ہو۔

وبه قال حدثنا أحمد بن اشكاب قال حدثنا محمد بن فضيل عن عمارة ابن القعقاء عن ابي زرعة

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اشکاب تین اشخاص تھے ایک احمد ابن اشکاب اور ایک محمد ابن اشکاب اور ایک علی ابن اشکاب۔ ولیس بینھم قرابہ یعنی ان کی آپس میں قرابت نہیں ہے۔ بلکہ اجنبی ہیں لیکن ان کی ولدیت اشکاب ہے۔ اشکاف غیر منصرف ہے عجمہ اور علمیت کی وجہ سے۔[31]

عن ابي زرعۃ: ابوزرعہؒ کا نام حمید ابن عمرو ابن خلیل ہے۔ یہ صحابی یا کسی تابعی کے نواسے ہیں۔ ایک ابوزرعہ اور بھی ہے جس کا نام عبد اللہ بن الکریم ہے۔ تیسرا ابوزرعہ بھی ہے اس کا نام عبد الرحمن ہے یہ روایت کرتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ۔ ابو ہریرہؓ آپ ﷺ کے ایک خاص صحابی تھے، اصحاب صفہ میں سب کے امیر تھے، اور مروان کے دور حکومت میں مسجد نبوی کے مؤذن اور نماز کے خلیفہ تھے۔ 5374 احادیث ان سے مروی ہیں۔ خیبر کے غزوہ یکم محرم الحرام میں آیا تھا اور چار سال کم و بیش آپ ﷺ کے ساتھ گزارے تھے، یہ صحابی روایت کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ ان کو اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک بلی تھی اور یہ اس کے ساتھ کھیلتے تھے۔ جب رات ہوتی تو اس کو درخت پر بٹھادیتے۔ 59ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔ ان کی وفات کا سال حضرت عائشہؓ کی وفات کا سال ہے۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: کلمتان حبیبتان کلمہ بمعنی کلام کے ہے یعنی دو کلمے (دو باتیں) اللہ کو محبوب ہیں۔ حبیب بمعنی محبوب الی الرحمٰن مہربان اللہ کو خفیفتان علی اللسان یعنی زبان پر آسان ہیں۔ ثقیلتان فی المیزان اور بھاری ہیں میزان میں۔ عام تحقیق یہ ہے کہ یہ چاروں خبریں ہیں اور خبر مقدم ہے اور سبحان اللہ و بحمدہ سبحان العظیم اس کے لیے مبتداء مؤخر ہے۔

بخاری شریف کتاب اللہ کے بعد اہم کتاب ہے۔ اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ، امام بخاری 194ء میں پیدا ہوئے اور 256ھ میں وفات پائے بخاری شریف تصنیف شروع کرتے وقت آپ کی عمر 22 سال تھی،[32] ہمارے ہاں تو 22 سال کے عمر کے لڑکے کو بات بھی اچھی طرح سمجھ نہیں آتی، اور اگر کچھ آتا بھی ہے تو صرف گالم گلوچ بخاریؒ جب سن بلوغت کو پہنچا تو بخارا میں ایک عالم تھے جن کا لقب داخیری تھا، ان کی مجلس میں بیٹھا کرتے۔ اور ان سے حدیث نبویؐ کا استفادہ کرتے۔ بستان المحدثین میں شاہ عبد العزیزؒ نے لکھا ہے کہ علامہ داخیری نے سبق پڑھانا شروع کیا۔[33]

مولانا زکریاؒ نے الامع الدراری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ امام بخاری ترجمۃ الباب کو حرم شریف میں قائم فرماتے، پھر سفر پر روانہ ہوجاتے اور جب احادیث جمع کر لیتے تو حرم شریف آجاتے اور اس ترجمۃ الباب کے مطابق احادیث مرتب فرماتے۔ بخاری شریف میں بعض باب ایسا بھی ہے جس میں کوئی حدیث نہیں۔ 6 لاکھ احادیث سے اس کتاب کا انتخاب کیا۔ امام ابو داودؒ کو 5 لاکھ احادیث یاد تھیں اور امام مسلمؒ کو تین لاکھ۔ اور ہمارے امام ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ کو 40 ہزار مخلوط احادیث یاد تھیں۔[34]

امام بخاری ہر حدیث کے لئے غسل فرماتے تھے اور دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ میں شیخ عبد الحق مدارس دینیہ جو کہ علاقہ سرڈھیری کی مشہور درس گاہ ہے، کی سنگ بنیاد کے موقع بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ 9 ہزار روایات کے لئے 18 ہزار رکعت نفل پڑھے ہیں اور 9 ہزار مرتبہ غسل کیا ہے۔

عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام بخاری کی کتاب کی پہلی حدیث بھی غریب ہے اور آخری حدیث بھی غریب۔ پھر ایک سوال ہوتا ہے کہ غریب حدیث کیوں ہے؟ جواب: ولیس العزیز من شرط الصحیح کہ دو آدمیوں کی روایت صحیح حدیث کے لیے شرط نہیں ہے بلکہ غریب حدیث اگر اس طرح تو بھی صحیح ہے۔

کلمتان خبر مقدم حبیبتان کلمتان موصوف ہے حبیبتان صفت اول ہے۔ خفیفتان الی الرحمن صفت ثانی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان العظیم مبتدا موخر ہے۔ عام حقیقت یہ ہے کہ یہ چاروں خبریں ہیں اور خبر مقدم ہے۔ اور سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اس کے لئے مبتدا موخر ہے۔ خبر کیوں مقدم آتا ہے اس کا درجہ تو پیچھے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خبر مقدم اس وجہ سے کو تشویق السامع یعنی سننے والے کو شوق پیدا کرنے کے لئے مطلب حدیث کا یہ ہے اللہ کو محبوب ہیں اور زبان پر سہل ہیں اور میزان میں بھاری ہیں تو یہ کیا چیز ہیں؟ تو اس وجہ سے خبر کو مقدم کیا شوق دلانے کے لئے اور یہ کہ سننے والے توجہ کریں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اس کو مسند الیہ سے مقدم کرنا جائز ہے لتشویق السامع - سبحان اللہ مفعول مطلق ہے۔ ہم بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ و بحمدہ میں و یا تو زائد یا حالیہ ہے۔

امام بخاری نے کتاب الجہاد میں عورتوں کے جہاد کے بارے میں پانچ ابواب نقل کئے ہیں۔

باب جہاد النساء۔ جہاد بالنساء کا حکم ہے، جہاد بالنساء یہ نہیں کہ عورتیں فائرنگ کریں بلکہ اللہ کی خاطر اور اس کے دین کی خاطر قربانی دیں۔ روایت میں ہے:

«عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ اتَّخَذَتْ يَوْمَ حُنَيْنٍ خِنْجَرًا، فَكَانَ مَعَهَا، فَرَآهَا أَبُو طَلْحَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذِهِ أُمُّ سُلَيْمٍ مَعَهَا خِنْجَرٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا هَذَا الْخِنْجَرُ؟» قَالَتْ: اتَّخَذْتُهُ إِنْ: دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، بَقَرْتُ بِهِ بَطْنَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، اقْتُلْ مَنْ بَعْدَنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوا بِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِنَّ اللهَ قَدْ كَفَى وَأَحْسَنَ»[35]

ترجمہ: "سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا (ان کی ماں) نے حنین کے دن ایک خنجر لیا، وہ ان کے پاس تھا، یہ ابو طلحہ نے دیکھا تو عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ ام سلیم ہے اور ان کے پاس ایک خنجر ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ خنجر کیسا ہے۔ ام سلیم نے کہا: یا رسول اللہ! اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسے۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے سوا جو لوگ جھوٹے ہیں (فتح مکہ کے روز) ان کو مار ڈالیے انہوں نے شکست پائی آپ ﷺ سے (اس وجہ سے مسلمان ہو گئے اور دل سے مسلمان نہیں ہوئے) آپ ﷺ نے فرمایا": اے

ام سلیم! کافروں کے شر کو اللہ تعالیٰ کفایت کر گیا اور اس نے ہم پر احسان کیا"۔ (اب تیرے خنجر باندھنے کی ضرورت نہیں)"۔

یہ باب امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔

دوسرا باب: ما الفعل النساء في الجهاد۔ اس کا جواب ہے کہ زخمیوں کا علاج کریں گیں اس پر اعتراض ہے کہ کس طرح اجنبی مردوں کا علاج کریں گیں۔ پٹی، اور دوائی کے دوران ان کے ہاتھ وغیرہ کے ساتھ مس آئے گا جو کہ ناجائز ہے؟

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں کو دیکھا ام سلیمؓ، اس کا نام رمیصاء تھا۔ ام سلیم کنیت تھی اور حضرت عائشہؓ کو بھی دیکھا۔ حضرت عائشہؓ کو 2210 احادیث یاد تھیں، 59 سال کی عمر میں خلافت معاویہؓ میں ان کی وفات ہوئی۔ جو مشکیزوں کو بھر کے لاتے تھے اور شہید، قریب الموت مجاہدین کے منہ میں ڈالتے تھے نقل بھی بخاری سے ثابت ہے لیکن جب عورتوں کے جہاد کا کچھ انتظام نہ تھا تو حجاب، پردہ وغیر نقل ہے یہ بھی جائز ہے۔

بخاری شریف میں باب العیدین میں روایت ہے کہ آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ بلال! میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید عورتوں نے بیان نہ سنا ہو۔ کیونکہ دوریا بعید بیٹھے تھے اس لئے نبیؐ نے خصوصی بیان عورتوں کو فرمایا۔ اس پر امام بخاریؒ نے باب قائم فرمایا ہے کہ عورتیں عید کی نماز کو جاسکتی ہیں مگر اندر نہیں جائیں گیں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں گی۔ اس پر بھی بخاری شریف میں باب موجود ہے کہ عورتیں عید کی نماز کے لئے عید گاہ جاسکتی ہیں مگر حالت حیض میں جانا جائز نہیں۔ اور عید گاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط بھی نہیں کریں گی۔

علامہ ابن العربیؒ نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے عورتوں کو بیان فرمایا، وہاں اس چیز کا ذکر نہیں ہے کہ ان عورتوں نے پردہ کیا ہوا تھا کہ نہیں، علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک توجیہ تو یہ ہے آپؐ کی ان کی معصومیت کی وجہ سے اور دوسری بات یہ کہ ظاہری توجیہ بھی ہے کہ فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ان تمام ازواج مطہرات کو لے گئے تھے اور اس طرح عام جہاد میں بھی ازواج مطہرات اور تمام صحابیات شریک ہوتی تھیں۔ آپؐ قرعہ ڈالتے پھر جس کے نام قرعہ نکل آتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اجنبی مرد کا بیان سننا عورتوں کے لئے پردے کی حالت میں جائز ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک کتاب لکھی ہے اصلاح انقلاب امت۔ کہ سب سے پہلے تو یہ بات ضروری ہے کہ ہر گھر میں ایک شخص علم دین سیکھے اور اپنی عورتوں کو سکھلائے۔ اور پھر وہی عالمہ فاضلہ دوسری عورتوں کو دین سکھائے یہ اسلم اور مسلم طریقہ ہے۔ مستورات کی تعلیم وتربیت کے لئے۔ اور اگر اس طرح نہیں ہو سکتا تو پھر یہ انتظام کریں کہ اپنے لئے ایک عالم دین کا انتظام کریں اور پس پردہ ان کے گھر کی عورتوں کو دین سکھائے۔ عورتوں کی تعلیم کے

بارے میں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ امام بخاریؒ نے اس پر بھی باب باندھا ہے باب تعلیم النساء لیکن میں اس کی طرف نہیں جاتا۔

اب میں اس بات پر اکتفاء کرتا ہوں کہ امام بخاریؒ نے بڑی محنت کی اس کتاب کو لکھنے پر اس زمانہ میں ان کی عمر 22 سال تھی، ولادت 13 شوال 194ھ، 21 جولائی 810 عیسوی سن تھا، وفات 30 رمضان المبارک 256ھ بمطابق 31 اگست 870ء سمرقند میں ایک جگہ ہے خرتنگ، اس کو کہا جاتا ہے۔[36]

بادشاہ نے امام صاحب کے ساتھ اس بات پر اختلاف کیا کہ تو اپنی تاریخ اور بخاری میرے بیٹوں کو پڑھاؤ، اس بارے میں اور بھی اختلافات ہیں فقہی مسائل کی وجہ سے علماء مخالف تھے، عجیب بات یہ ہے کہ اس وقت وہ سب حنفی مذہب ماننے والے تھے، اس پریشانی اور غم کی وجہ سے وہ باہر گئے اور جب واپس آئے تو سمرقند سے خرتنگ نامی جگہ کو، جو سمرقند سے 6 میل کے فاصلے پر ہے، اس زمانہ اس کا نام خرتنگ نہیں تھا بلکہ کچھ اور تھا، فارسی میں تنگ گراں کو کہتے ہیں اس زمانے میں گدھے بہت نایاب ہو گئے تھے، اس وجہ سے اس کا نام خرتنگ پڑ گیا۔ جب وفات ہوئے تو بہت لوگ جنازے کے لئے آئے اور سمرقند سے 6 میل کے فاصلے پر دفن ہوئے۔ خرتنگ میں امام صاحب کے کچھ رشتے دار تھے، اس کا خادم تھا رافع الجعفر رافع بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب نے مجھے کہا کہ میری پگڑی دو، انہوں نے وضو کیا اور نماز کے بعد سمرقند کو جانے والے تھے لیکن امام صاحب پر کمزوری طاری ہوئی اور روح پرواز کر گئی تیسویں رمضان عید کی رات 59 سال کی عمر میں انہوں نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔

دعا میں اس بات کا بھی ذکر کریں کہ علم دین کا آسمانوں میں بہت بڑا مقام ہے، علامہ افغانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ: "أي شئ أدرك من فاته العلم أي شئ فاته من أدرك العلم" اور طالب علم بڑا شخص سمجھا جاتا ہے۔ طالب علم جب دین سیکھنا شروع کرے تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو اپنے دین کی عالی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور ہماری ان عبادات کو قبول فرمائے۔ آمین

خلاصہ

شیخ روح الامینؒ تادمِ مرگ درس و تدریس سے منسلک رہے۔ ان کے ایک شاگرد کے قول کے مطابق جب وہ 1980ء میں ان سے فقہ پڑھ رہے تھے تو انہوں نے ستائیس سال درس و تدریس کیا ہوا تھا اور 16 سال درسِ بخاری کا گزر چکا تھا۔

آپؒ نے کافی کتب لکھیں جن میں بخاری کے مقدمے کی شرح "اللامع الصبیح فی مقدمۃ الجامع الصحیح" چھپ چکا ہے۔ اسی طرح تصوف سے متعلق شجرۃ طیبہ کے نام سے لکھا ہے۔ ذکر و اذکار سے متعلق "کتاب الذکر و الدعآء فی الصبح

والمساءٓ" لکھی ہے۔ اسی طرح حزب البحر کی ترتیب و تدوین کر کے "نسخۂ صحیحہ ترتیب خاص مع بیان الخواص حزب البحر" کے نام سے شائع کی ہے۔ اسی طرح ان کے دیگر کتب بھی زیرِ طبع ہیں۔

آپؒ نے اپنے بڑے بیٹے ضیاء الحق کو ان کے طالب علمی کے دوران خطوط لکھے اور دورانِ سفر حج و عمرہ بھی خطوط لکھے ہیں۔ اسی طرح اپنے مریدِ خاص صابر جان کو بھی مکتوبات لکھے ہیں۔ اسی طرح ان کے چند مریدوں اور شاگردوں کے ان کے ملفوظات کو یکجا کیا ہے۔

آپؒ نے بیماریوں کے علاج کے لیے لوگوں کو وظائف اور اوراد بھی دیئے ہیں۔ اسی طرح قادریہ و چشتیہ میں بیعت بھی کیا ہے۔

اہلِ علاقہ اور اکابرین نے ان سے متعلق بہت بہترین آراء کا اظہار کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ روح الامینؒ نہایت نرم گو، نرم مزاج، سادہ، عاجز طبع انسان تھے۔ اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والے انسان تھے۔

حواشی و حوالہ جات

1. افغانستان وسط ایشیا اور جنوبی ایشیا میں واقع ایک زمین بند ملک ہے۔ جس کا سرکاری نام اسلامی جمہوریہ افغانستان ہے۔ اس کے جنوب اور مشرق میں پاکستان، مغرب میں ایران، شمال مشرق میں چین، شمال میں ترکمانستان، ازبکستان اور تاجکستان ہیں۔ اردگرد کے تمام ممالک سے افغانستان کے تاریخی، مذہبی اور ثقافتی تعلق بہت گہرا ہے۔ اس کے بیشتر لوگ مسلمان ہیں۔ یہ ملک بالترتیب ایرانیوں، یونانیوں، عربوں، ترکوں، منگولوں، برطانیوں، روسیوں اور اب امریکہ کے قبضے میں رہا ہے۔ مگر اس کے لوگ بیرونی قبضہ کے خلاف ہمیشہ مزاحمت کرتے رہے ہیں۔ ایک ملک کے طور پر اٹھارویں صدی کے وسط میں احمد شاہ ابدالی کے دور میں یہ ابھرا اگرچہ بعد میں درانی کی سلطنت کے کافی حصے اردگرد کے ممالک کے حصے بن گئے۔

2. مملکت افغانستان کا آخری خاندانی موروثی بادشاہ۔ قتل کیے جانے والا افغان بادشاہ نادر شاہ کا بچ جانے والا واحد فرزند تھا جس کی تعلیم کابل اور فرانس میں ہوئی۔ آٹھ نومبر انیس سو تینتیس میں اپنے والد کے قتل کے چند گھنٹے بعد ہی ظاہر شاہ کو بادشاہ بنا دیا گیا اور اس نے متوکل اللہ پیرواِ دینِ متینِ اسلام کا ٹائیٹل اپنالیا۔ 1946ء تک ظاہر شاہ کی بادشاہت میں ملک کا انتظام اس کے وزرا محمد ہاشم اور شاہ محمود غازی نے چلایا۔ دوسری جنگ عظیم میں اس نے اپنے ملک کو غیر جانبدار رکھا۔ 92 سال کی عمر میں کابل میں اس کا انتقال ہوا۔

3. یہ ضلع صوبہ خیبر پختونخوا کے مغرب میں واقع ہے۔ اِس کے شمال کی طرف ضلع ملاکنڈ، مشرق کی طرف ضلع مردان، جنوب کی طرف پشاور اور نوشہرہ کے اضلاع جبکہ مغرب کی طرف مہمند ایجنسی ہے۔ ضلعے کا رقبہ 996 مربع کلومیٹر ہے۔

4. پشاور پاکستان کا ایک قدیم شہر اور صوبہ خیبر پختونخوا کا صدر مقام ہے۔

5. اس کو پُرانا بازار اور پڑانگ کہا جاتا ہے۔

6. یہ حُسین احمد مدنیؒ کے شاگرد خاص میں سے تھے۔ اور شیخ مطلع الانوار کے رشتہ دار بھی تھے۔

7. مولانا احمد علی لاہوری دیوبندی عالم دین، مفسر قرآن تھے۔ آپ گجرانوالہ کے ٹاؤن گکھڑ منڈی کے نزدیک قصبہ جلال میں 2 رمضان المبارک 1304ھ بمطابق 24 مئی 1887ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی پھر مدرسہ دارالارشاد میں 6 سال تک علوم دینیہ کی تکمیل کی اور 1907ء میں آپ فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا احمد علی لاہوری نے 74 سال 9 ماہ (شمسی) کی عمر میں بروز جمعہ 2 رمضان 1381ھ، 23 فروری 1962ء کو لاہور میں وفات پائی۔ آپ کی تدفین ہفتہ 24 فروری 1962ء کو میانی صاحب قبرستان، لاہور میں کی گئی۔

8. جامعۃ اللبنات الاسلامیہ کے بانی اور مہتمم تھے۔

9. ڈاکٹر ذوالفقار رجڑ کے رہائشی ہیں، اور ضلع چارسدہ کے ہسپتال میں میڈیکل اسپیشلسٹ کی پوسٹ پر تعینات ہیں۔ اور رجڑ میں اپنا کلینک ہے۔ شیخ روح الامینؒ سے بیعت تھے اور حضرت شیخؒ نے ان کو اجازت بھی دی۔

10. ڈاکٹر کفایت اللہ عمرزئی کُلاڈھنڈ کے رہائشی ہیں۔ چارسدہ کے ہسپتال میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

11. ڈاکٹر ایاز اللہ بینک روڈ مردان کے رہائشی ہیں۔

12. صابر جان شیخ روح الامینؒ کے لیے کتابت کیا کرتے تھے۔ عمرزئی کُلاڈھنڈ کے رہائشی ہیں۔ عربک ٹیچر کے پوسٹ پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ اکوڑہ خٹک کے فاضل ہیں اور جامعہ دارالعلوم کراچی میں بھی پڑھا ہے۔

13. سورۃ یٰسین:58۔

14. سورۃ الحجر:47۔

15. سورۃ الانفال:11۔

16. جامع الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:3524۔

17. الجاحظ، ابو عثمان، عمرو بن بحر بن محبوب، الحیوان، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1424ھ، باب شعر فی الزھد والحکمۃ، ج3، ص227۔

18. صحیح بخاری،، رقم الحدیث:4437۔

19. سورۃ البقرۃ:156۔

20. (ترجمہ: "سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، اور بدترین کام نئے کام ہیں، اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے"۔) النسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب، سنن نسائی، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، 1406ھ، 1986ء، کتاب صلاۃ العیدین، باب: کَیْفَ الْخُطْبَۃُ، رقم الحدیث:1578۔

21. سورۃ الأنبیاء:47۔

22. (ترجمہ:" اور قیامت کے دن ہم ٹھیک ترازو رکھیں گے اور آدمیوں کے اعمال اور اقوال ان میں تولے جائیں گے۔ مجاہد نے کہا کہ « قسطاس » کا لفظ جو قرآن شریف میں آیا ہے رومی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی" ترازو "کے ہیں۔« قسط » بالکسر مصدر ہیں « مقسط » کا، « مقسط » کے معنی" عادل "اور" منصف "کے ہیں اور سورۃ الجن میں جو « قاسطون » کا لفظ آیا ہے وہ « قاسط » کی جمع ہے مراد" ظالم "اور" گنہگار "ہیں"۔) صحیح بخاری، کِتَاب التَّوْحِيدِ، بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ﴾، ج9، ص162۔

23. (ہم سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، ان سے عمارہ بن قعقاع نے، انہوں نے ابوزرعہ سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے، وہ کلمات مبارکہ یہ ہیں « سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم »۔) صحیح بخاری، کِتَاب التَّوْحِيدِ، بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ﴾، رقم الحدیث: 7563۔

24. القزوینی، ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، داراحیا الکتب العربیہ، بیروت، س ن، کتاب الفتن، باب: كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ، رقم الحدیث: 3976۔

25. سورۃ فاطر:10۔

26. جامع الترمذی، کتاب الایمان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يَمُوتُ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، رقم الحدیث:2639۔

.27 ایضاً

.28 سورۃ بنی اسرائیل: 35۔

.29 جن کا پورا نام امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر القطلانی المصری ہے۔ مصر کے شہر قاہرہ میں ولادت ہوئی۔ امام قسطلانی کے نام سے مشہور ہیں۔ کنیت ابو العباس، لقب شہاب الدین ہے۔ علامہ قسطلانی کی پیدائش 12 ذیقعد 851 ھ مطابق 20 جنوری 1447 ء کو قاہرہ میں ہوئی۔ آپؒ سُنی عالم، مفسر، محدث، فقیہ، مؤرخ اور سیرت نگار تھے۔ آپ عموماً شارح صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہیں۔ امام قسطلانی کی وفات 8 محرم الحرام 923ھ بمطابق 1517 ء قاہرہ میں ہوئی۔

.30 القطلانی، ابو العباس شہاب الدین، احمد بن محمد بن ابی بکر، ارشاد الساری لشرح صحیح بخاری، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ، مصر، 1323ھ، رقم الحدیث: 7563۔

.31 العسقلانی، ابو الفضل، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح بخاری، دار المعرفۃ، بیروت، 1379ھ، ج13، ص540۔

.32 العسقلانی، ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی، تھذیب التھذیب، مطبعہ دائرہ المعارف النظامیہ، الھند، 1326ھ، ج9، ص52۔

.33 الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1419ھ، 1998م، ج2، ص133۔ السبکی، تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، تحقیق ڈاکٹر محمود محمد الطناحی، ہجر للطباعہ والنشر والتوزیع، ریاض، 1413ھ، ج2، ص4، 5۔

.34 محمد زکریا، لامع الدراری، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، س ن، ص22۔

.35 النیشاپوری، ابو الحسن مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، کِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، باب غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ، رقم الحدیث: 134/1809۔

.36 تھذیب التھذیب، ج9، ص52۔